اینجانب

رمضاں میں کہیں خم ہوگا نہ مینا ہوگا
کس طرح عید کے دن تک ہمیں جینا ہوگا

لو بھئی ہنگے تھے ہیں رمضان شریف تشریف لے آئے۔ اینجانب کو تو نیت اللہ و سبحانہ کہنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ مگر آپکے نزول کی خبر سے چند روز پہلے ہی نزلہ، بخار نے آکر اپنا ڈیرا رکھا ہے۔ منہ میں ابابیل کی کھیل بھی اتر کے کڑی ہو تو ویسا ہی سا ہو کاروں کی بھینس کھائی ہو۔ یا شبراتی مردوں کا حلوا۔ صرف انھوں کا پیٹ قل ہو اللہ سے بھر رکھا ہے۔ اب ایک نہ شد دو شد کا مضمون ہو جائیگا۔ بقول شخصے ورثہ یہ سوز ہے۔ بھوکے بخاریوں کو تیس روزے وہ تو اللہ میاں سے بل بل جائیگے کہ شب برات میں مردوں کی آو بھگت میں اگلی پچھلی کمائی میں آگ لگا کے بچوں کو گھر پھونک تماشا دکھا دیا تھا۔ حلوے بھاجی کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ورنہ آج کو سوکھے ٹکڑوں ہی پہ کلیجہ بھر کی افطاری کو ہو سکیں گے۔ کچھ ادھار کا سہارا ہوتا تو تراویح سر اور روزے گلے پڑ ہی گئے تھے۔ بھلا اب جو روزے نہ کھائیں تو کس کا بھیجا کھائیں۔ آجکل کچھ تو خشک سالی ہے اور کچھ ملاؤں کی دوست دکھ سے روزہ کشائی بھی کہیں سننے میں نہیں آتی۔ ورنہ لاکھی ڈھولی بریوں اور چینی کی تشتریوں کی زیارت ہی دور سے ہو جاتی۔ پہلے متقی دولتمند اور متقی عیش پسند کا مذہبی گھوڑے دوڑا کے اپنے بھائی بھتیجوں۔ دوست۔ آشناؤں کی روزہ کشائی یا شبینہ کشائی کرا کے بھٹیوں پر ہنستے پھرتے تھے۔ افسوس وہ تنومند زمین کا پیوند ہو گئے۔ ورنہ اب بھی کسی بھوکے پیاسے کی دن کو روزہ کشائی نہ ہوتی تو رات کو کم کشائی ضرور ہو جاتی۔ متمول لیڈر ناصح برائے دیگراں صرف زبانی جمع خرچ کے یار ہیں۔ کبھی مٹھی کھولیں نہ کبھی گرہ۔ اور سچ بھی ہے فضول کیوں پیسہ خرچ کریں۔ جو نہ اپنے انگ لگے نہ روٹی سوتوں کے۔ اسی کو تو علما نے اسراف کہا ہے۔ بہت سا تو ایک چنے کی دو دال اور ایک چھوارے کے ہزار ٹکڑوں پر کسی بھوکے بنگال کنگال کا روزہ کھلوا کے نہ ہی ثواب خدا کرے سب انکا باپ۔ اینجانب کی فلاں صاحب کہتے تو کے ایک اور ایک گیارہ مہینے سے امید سے تھیں۔ اور کتنی تھیں کہ رمضان شریف کے ہوتے ہی وہ چکھوتیاں کرینگے کہ جتنی کو کھایا بھول جائینگے۔ اور لوگ کہتے تھے پسند اور مسور کی دال۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ وہی ہوا کہ بیروزگاری سے یہاں نہ جیب میں پیسا۔ نہ کھونٹے پر بھینسا۔ نہ روزگار نہ حال۔ نہ کسی بڑھیا کے چرخے پہ مال۔ اور بخار سے چہرہ زرد۔ لب پہ مہر۔ نہ حقہ نہ چرس نہ ٹھنکیر نہ پانی۔ بھلا پھر کیا رمضان شریف کی ہمائی۔ افطاری کی ترتر کاریوں کو آگ تو یوں لگ گئی کہ کنگنوں کے مربے جیسے لگے کچوڑے۔ بتاشے۔ پھلکے۔ حلوائی۔ سب ناک چنے چبواتے ہیں۔ افطاری کے سینی میں چھ ماشہ میوہ۔ دال شکار ہی گویا بہادر شاہی لوٹ ہے کہ مسجد کے ایک سو ایک آدمی سے کم کو کسی طرح بھی تقسیم نہ ہو۔ بقول شخصے خوان بڑا خوان پوش بڑا کھول کے دیکھو تو آدھا بتاشا۔ تبھی تو مسلمانوں کے بگھار لگانے پر ہنود بھائی کہا کرتے ہیں۔ میاں جی کا نام بڑا درشن تھوڑے۔ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ نل کے دو گھونٹ پانی سے اپنا دل بھر کے روزوں پر پانی پھیر دیا کریں۔ اور سچ بھی ہے ناحق سرکاری غریبوں کے ساتھ ہیں ہوکے مسجدوں میں سے بنگلی بھر نون مرچ کے جنا رہے مانگنے کی کیوں ٹھکیر اٹھائیں۔ دو دن بھر کے روزے کے ثواب کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کیوں لوگوں کو بانٹتے پھریں۔ یہ مانا کہ رمضان شریف کا دیا لیا آگے آتا ہے اور سال بھر کے دیے لیے سے بڑا حصہ زیادہ کہتے ہیں کہ ایک روٹی کھلائے ہزار روٹیاں پا سکے۔ مگر دولتمندوں کو حاجت ہی کیا ہے جو دے کے لیں۔ خدا کا دیا گھر بھرا پڑا ہے۔ ان اتنی دولت نے ننگے بھوکے بگاڑ رکھے ہیں۔ یہ تو بیچارے غریب ہی ہیں کہ لینے کی امید میں تھوڑا بہت دے نکلتے ہیں۔ ایک بھوکے روزہ دار سفید پوش کی ایک وقت دعوت کر کے سال بھر پیٹ بھرا رکھنے کی امید کر بیٹھتے ہیں۔ یہاں کبھی آٹے میں ظاہر ہی گھاٹا خلوص کے ٹکڑے آ رہا دے تو کیا نہیں جانتے۔ اینجانب تو رمضان کے نمازیوں میں گھس جھلا اپنے روزے پورے کر ہی لیتے ہیں۔ گر بہانہ ساز یار دمساز ریل کا سفر کر بیٹھیں نہ سر دکھے نہ پیر۔ حیلہ شرعی ہے روزہ خور بننا گناہ نہیں۔ اور جو ریلوں میں بیٹھ کے کر کے دھکے کھانے بمبئی کو چل پڑے تو بے منہ چلے ہی روزہ الگ۔ سڑک کی خاک دھول سے پیٹ بھر جائیگا۔ اور بٹے کے روزوں کا ثواب منہ جھکنا کرنے کو سوم مقدم کنکر یوں ڈھیلوں کی طرح ہاتھ میں جہاں سے جہاں سے اٹھا لو۔ نہ منافی قید نہ ضعف مروا کی۔ انہیں خشک سالی اور بیماری کے ایام کے روزوں کی نسبت کسی نے کہا ہے ؎

نہ رکھو روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد میں سجدہ کر
وضو کا توڑ کر کوزہ شراب شوق پیتا جا

[illegible]

یاران ہم قالب

جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

دیوالی آئی بساطِ زر کی ہتھیلی کھلی نعرے سے پنچ جا جان ہاروں کے چھکے اُڑائے مہاجنی جی نے ایک کی چھین دوسرے کو دلائی ۔ چھیبی سے جو جیب کوٹھیاں خالی کر رہا ہے کی پھکت کو پھانسی کوڑیوں نے لالا سیٹھ ساہ کو کوڑی پتے کا خطاب دیا ۔ مفلس کو کوڑیالا بنایا قیمتی نرد کو گھر گھرا کر دے میں ہرایا راجہ نل کے جیکار سے ہوئے ۔ کہیں جگ ٹوٹا ۔ کہیں بدرنگی کی ٹھیری ۔ کہیں پو بارہ اور کہیں تین کانے کسی نے کئی سادھ کسی پر موٹھ ماری ۔ چھکے پا کھنڈ ہو الخطہ میں تین کانے ۔ خاص چوک میں چوک کھائی ۔ کسی کا دل دہلا کوئی غلام سے شاہ بنکر ترپ کے باڈی گارڈ جلوس سے یکہ بھر ڈالی چھینی ۔ کسی نے گھر کی گھر بسی کی پرورش کے جھگڑے کا گردن سے جوا اُتار زندگی کی جھینٹے کے بار کو اُجاڑا ۔ کسی نے گھریلو چیزوں کی چھان بین کے جانس کے حوالہ کی کسی نے جیت کی خاطر نقش کی بد لقشے کے باعث نقشہ زندگی کے تنفسات کی تعداد کو اس طرح پر گھٹا کر ہار کے غم الم کے آہ و نالہ کے سانس بڑھا کر بنے ایک سانس معمولی کی تعداد کو ذریعہ آہ و زاری کو لمبا کرکے کئی تنفس کے عرصہ کو ایک لیکر عمر کے تعداد کی شمار کو گھٹایا ۔ کیوں جی کیسی فٹ انجیہ وصل کا نقشہ نقش القلب دکھایا ہاں تو کھلونوں کے قطار در قطار جنکی ممانعت خود اُنکے نام سے ہویدا ہے دیکھیے ۔ کھلونا بنے کھڑے کہتے ہیں جر کہیں جنے گوہ کو نا لونا ہمیں جر کہیں لونا جسکو ہر شخص کھلونوں کے خریدار شوق دل سے خرید کر گھر کی زینت کے واسطے جھٹ سٹ مارے خرید کرکے بغل میں دا بے یہ جا وہ جا ۔ ادھر آتش بازی کا آتشی بازار منہ جھلسنے کا سامان ۔ آبیل مجھے مار ۔ نقد اور اُدھار کھینچ رہا ہے بارود نمرود اور موت کا امرود ۔ بچہ عورت مرد کا شوق ۔ بیٹا باپ سے کہہ رہا ہے باوا گھس چکر چھچھوندر لادے

ادھر بازاری ناری آتشی دوکان کا نمونہ دکھا جتا رہی ہے ۔ دیکھو مہتاب پھول نے کیسی گلکاریاں دکھائیں ۔ میرے پاس آیئے کہ قلم مٹو لگا چکر وہ آتشی جیٹ پٹی گھس بیٹھی کی پٹی بندھ جائے کہ کبھی مرہمی کام نہ دے ۔ تم کہتے پھرو مرہم لگے مرہم زنگار آیا ۔ دم بھر میں عدم کی راہ سیدھی ہے ۔ خوش نشان شٹ سپیلی ہم ہمیر کی بہار پھر دھواں دھار اُٹھا وعظ غبار اب تو شوق سے کہہ رہے ہو ۔ آثار یہ ہی نشانی ہے مبارک ہونے کی ۔ فی انشاء اجی ہمکو چھوڑو ان شراروں سے دور حضرت شرر کے شرارے بلے دھوئیں کے ۔ آپ رحمت کی شرر افشانی سوفی صافی دل کی ہے زود قدرت رب الودود کے شعلہ شمع کے شرر کے شرارے خوش قسمتی کے اشارے ۔ حضرت کیفی کی تحریر میں کلامی کے چاشنی دار مضامین جن سے لب سے لب چپک جائیں اور فرمائشی ہو کہ یار جا لیبی لا مگر شکر کی نہیں اوپری بات نہیں دل کے اندر سے لاؤ ۔ ہمکو کھلاؤ دشمن کے تشتر غمزوں کی تمیل کیل دو ۔ یاروں کو کھیل دو ۔ آج نہیں کل آئندہ دیکھیے تہوار کے تھال میں مٹھائی تو تھال میں ۔ دریائی طرانی کا موتی بانی ہو ۔ کہنا مانو ۔ ورنہ تھپیڑے کھاؤ گے ۔ جلے کے پھلے بی لاڈو کو لاڈو دو دل چاہتا ہے تو دودھ پیو یا بالائی مزہ لو ۔ مصری جان شکر ہی لب سے ہو سواد معصر ہو حلوائیوں کی بن پڑی ہے ۔ سودیشی بدیشی دیس پردیس دیوالی کے دوامیہ کی رسمیں غریب امیر فقیروں کو ایک چاشنی کا مزہ دیا ۔ خلیفہ یا مربع شربت بتلاؤ یا مفلسی کی تلخی خوانچہ والوں کی صدا پکار ہے کہ نقد کو مگر اُدھار کو جوتیاں سیٹھ ساہوکار ۔ دل میں جینا جیون کا بیوپار نہیں بیوپار ہے ۔ تو بھی لاڈو مٹھو کی ہمدردی کی تجے اپنی نقش کشی حکومت کی ہمدردی سر سید کی سیدھی راہ چلانا کام آیا ۔ والا مرتکم لاکی تعمیل ہر رات میں سلطنت کنفیل یا بیلا کیل انقبل ذرہ کا بھی جگمگا ستارہ مثل ہم جو زمین آسمان ہے صبر کا پھل میٹھا ہے گو گڑ ہی ہے ۔ شکر شکر ہی ہے ۔ او بھی جمعصر ۔ یہ گذشتہ سال اور نیا سال مبارک صحت عافیت کا ستارہ چمکتا رہے ۔ نغز انداز مضامین جاری رہے ۔ متانت ظرافت کا مجموعہ بر میں ملاج رہے ۔ دشمن کمبخت املاج رہے ۔ ہمارا تمہارا مطبوع کا ہر وقت کا مہا کا رج میں ناظرین پسند ہیں دعا میں مطلع رہیں ۔ آمین ۔

اتم شدھ اداز لشکر گوالیار

کایا پلٹ ہوگی

جناب من آج ایک نیا واقعہ دیکھا ہے کہنے کو جی چاہتا ہے ۔ اگر حکم ہو اور نکتہ چینی نہ کیجئے تو کہہ ڈالوں ۔ سلطے صاحب آج جو طبیعت لہرائی گھبرا کر گھر سے نکل پڑا سڑک کہاں جو سیر کروں اور سڑک سے شگفتہ حال ماشی مزاج

لوگوں کو سرو کار ہی کیا ہے۔ ہاں صاحب جنگل کی ہوا لی۔ اتفاقیہ رستہ میں میرے ایک پرانے مہربان جنکا نام نامی اور اسم گرامی پریشان حال خاں ہے ملاقات ہوئی۔ اخاہ جناب آپ ہیں۔ اچھا آداب عرض ہے۔ جناب آداب آداب بلکہ رام رام۔ جوہار۔ بندگی۔ تسلیم پالاگن۔ کورنش۔ نمستے۔ واہ صاحب آپنے ہمارے سلام کا جواب کیا دیا گویا موسلا دھار پانی برسا دیا۔ یا کوئی بندوقوں کی شلنگی چھوڑ دی جواب سلام۔ نہ ہوا کوئی آفت ہوئی۔ خیر صاحب یہ تو فرمایئے۔ مزاج تو اچھا رہا۔ بہت دنوں میں ملاقات ہوئی۔ کیا کہوں جناب مگر آپنے کچھ سنا بھی یا نہیں۔ ارے یار ہوگی۔ یا وحشت خیر تو ہے کیا ہوگی۔ جناب بس اور کچھ نہ پوچھئے ہوگی۔ ارے بھائی کیا ہوگی۔ کوئی فوجداری ہوگی۔ نہیں بس ہوگی۔ خیر تو ہے کیا ہوگی۔ آپکی زندگی تلخ ہوگی یا نصیب دشمناں کوئی بیماری ہوگی۔ یا دل بہلانے کی کوئی نئی صورت پیدا ہوگی۔ نہیں نہیں رموز عاشقاں تم نہیں سمجھے۔ بھائی صاحب بالکل ہوگی۔ ہاں صاحب یہی تو دریافت کرتا ہوں۔ کیا کسی سے آشنائی ہوگی۔ یا خدانخواستہ آپکو آتشک ہوگی۔ یا دس بجا پان میں پھر کوئی چھیڑ چھاڑ ہوگی۔ غرضکہ آپ بھی ایک عجیب وحشی آدمی ہیں۔ صاف نہیں کہتے کہ کیا ہوگی۔ ارے بھائی صاحب میں تو یہی کہتا ہوں کہ بس ہوگی۔ اور تم ہندی کی چندی نکالتے ہو۔ واہ صاحب آپ تو بالکل ہیچ پیچ ہی ہیں ایک رٹ باولے کی طرح پر لگا دی ہے کہ ہوگی ہوگی۔ کیا آپکے لڑکی پیدا ہوگی یا آپکی شادی ہوگی یا آپکے اوپر کوئی نالش ہوگی یا آپکی آشنا کسی بنئے کے لونڈے کے ہمراہ ہوگی۔ یا آپکی جورو صاحب سے کسی خاص وجہ سے تکرار ہوگی۔ یا کسی بیوقوفی کی اطلاع آپکے پدر بزرگوار کو جو اکثر آپسے ہولی رہتی ہیں ہوگی۔ ارے یار پریشان حال خاں کیوں خلجان میں ڈالتے ہو صاف کیوں نہیں کہدیتے کہ کیا ہوگی۔ تو بتا ہی دوں نہیں شرم آتی ہے۔ واہ رے شرم۔ رکھئے شرم۔ تو خیر کہہ ڈالوں۔ اچھا کہتا ہوں۔ ذرا کان چھٹ پھٹا کر مستعد ہوجاؤ۔ خیر تو ہے۔ کیا ایسی بات ہے۔ سنئے صاحب کہتا ہوں۔ آج جو بندہ گھر سے نکلا۔ اور ایسا نکلا جیسے عابدوں سے تار یا کمان سے تیر۔ غرض نکلا۔ جناب بس دل گھبرایا۔ دل نے جکڑ کھایا سیدھا ون ونانا شہر کے ہاترس کا رستہ پکڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سڑک کی سڑک بھری چلی جاتی ہے۔ اور لوگ بھاگے چلے جاتے ہیں۔ صورتوں پر ایسی وحشت برستی ہے کہ بیان سے باہر۔ کوئی اپنے سروں پر گٹھڑی گٹھریوں کی رکھے ہوئے۔ اور کوئی اپنی جورو کی پوٹلی کو کندھے اور گود میں اٹھائے ہوئے گپ ٹپ بھاگا چلا جاتا ہے۔ انکی بھی ہیبت سے غول کے غول غل غلاں بہشت عمدہ عمدہ پوشاکیں زیب بدن کئے گو خراماں چلے جاتے ہیں۔ مگر صورتوں سے وہی وحشت اور ناامیدی کے نشان بلکہ ہر ہر قدم پر اپنے گھر پر ہنستے ہوئے ایسے خیال میں کہ مطلق انکو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں۔ نہ تن سے بدتر میں نہ سر سے کھیلتے ہیں۔ اپنی دھن میں چلے جاتے ہیں۔ اور نہ معلوم کبھی کبھی انکے دلوں میں کیا خوف پیدا ہوجاتا ہے کہ فوراً جھجک جھجک کر ایسے بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان یا نور سے تاریکی۔ غرض اپنی ایک نئی حالت میں وہ رستہ چلے جاتے ہیں۔ جب کل غول بیابانی کا رستہ صاف ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ سن رسیدہ باریش نقش جو زمانے کے نشیب و فراز سے خوب واقف معلوم ہوتے تھے تے ہوئے معلوم ہوئے۔ میں نے ادب سے سلام کرکے حال دریافت کیا۔ جناب بزرگ صاحب کیا ہاترس میں کوئی میلہ تھا یا کوئی جدید روشنی کا سوانگ تھا یا کوئی آفت ناگہانی نازل ہوئی ہے کہ جس سے ہر فرد بشر پریشان بھاگا چلا جاتا ہے۔ کس ظالم بے پیر نے انپر ظلم کیا کہ ایسے ایسے نازک بدنوں پر ایسی مصیبت کا بار پڑا جسے دیکھو سخت پریشان ہے جسے دیکھو بدحواس ہے۔ بزرگ صاحب نے بڑی آواز سے جواب دیا۔ بچہ شاید تم واقف نہیں ہاترس سے اور ایسے بے خبر ہو کہ سنا بھی نہیں کہ ہاترس میں ایک جدید سوانگ ہوا تھا کہ جس میں بھانڈ اور کھرپری کے لڑکے نے ایسا روپ بنایا تھا کہ عورتوں کو بھی شرمایا تھا اور اسپر طرہ یہ کہ زیور اور کپڑے سے بھی خوب سجایا تھا انکی نٹنی کے عاشق مزاج لوگ انپر ایسے ریجھے کہ بائیس ہاتھی انکی اردلی کی سواری کا ہر پونگ مچایا۔ ہزاروں آدمی پیدل اور سیج توپ کے انکے اس وقت جنکا دماغ چوتھے آسمان پر تھا بڑے غرور سے ایک عمدہ ڈکنٹ میں بٹھا کر نکالے گئے بس بچہ اسی روز نہ معلوم کس طرف سے جناب قبلہ طاعون خاں صاحب جو اپنی ذریات بیماریوں کی کارگذاریاں دیکھنے کا دورہ کرتے تھے کسی نے خفیہ طور پر کوئی درخواست بھیجکر بلالیا۔ غرض قبلہ طاعون خاں صاحب تشریف بھی لے آئے اور اجلاس شروع کردیا۔ اور ایسے ایسے سخت حکم اجرا کردیئے کہ سخت لوگ پریشان ہوگئے۔ سچ تو یہ ہے کہ پچنے کے پیچھے گھس بھی بس گیا۔ قطع کلام کرکے۔ تو کیا جناب بزرگ صاحب ان سب بیماروں کو مسٹر طاعون صاحب نے شہر بدر ہونے کا حکم نافذ کردیا۔ اور کیوں ان خوبصورت لوگوں سے ایسی نارضی ہوگی۔

بچہ پریشان خاں وجہ یہ ہے کہ مسٹر طاعون صاحب دیگر ولایت میں اہر دیکتی

سے سخت پرہیز رکھتے ہیں۔ خیر جناب بزرگ صاحب کچھ ہی سمجھو مگر ایسی کیا خطا ان سے سرزد ہوئی کہ بلا ثبوت جرم اور بلا پیدا ہوئے مدعی یہ کیسا انصاف کیا کہ یکلخت شہر بدر کر دیا بیچارے غربت میں مارے مارے پھرینگے واہ صاحب آپ بھی الف کی لاٹ سیدھے ہیں بلکہ پیر نابالغ معلوم ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ یہ لوگ بڑے مکار ہیں انکے ظاہر اور باطن میں بڑا فرق ہے۔ یہ لوگ سنگدل بیمروت اور خونخوار بلکہ خون کے پیاسے ذرا دیر میں کایا پلٹ کرا دیں جب چاہیں دو گھروں کی صفائی بولدیں۔ لاٹھی۔ چاقو چلوا دینا انکا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور جب کبھی اپنے کئے پر آجائیں۔ خود اپنی ناک کٹوا لیں غرضکہ بچہ میں کہاں تک انکے اوصاف بیان کروں۔ بھائی صاحب تم ان سے واقف نہیں ہو۔ اور خیر سے تم قانون سے بھی بے بہرہ معلوم ہوتے ہو۔ میرا خیال تھا کہ ایسی عادل گورنمنٹ اور قانون سے انصاف کرنے والی کی رعایا بھی قانون داں ہوگی۔ مگر تم نے بالکل میرے نازک خیال کو خام کیا۔ اچھا بزرگ صاحب میں سمجھ گیا۔ یہ بیچارے کم عمر ہونے کی وجہ سے ہر ایک بات سے خوف کھاتے ہونگے۔ یا کسی آدم خونخوار کو دیکھکر ایسے بھاگے ہونگے پھر صاحب کچھ بھی مسٹر طاعون صاحب کا کہنا صحیح ہوا۔ اور ڈنکا کہا گیا وہ اور انکی کیا حکم عدولی کی جو ایسا سخت حکم صادر کر دیا۔ ارے بھائی تم کیا جانو یہ لوگ جو ظاہر میں مرد معلوم ہوتے ہیں۔ دریدہ عورتوں سے زیادہ سبقت کئے ہیں۔ اور ایسے سنگین جرم کرتے ہیں۔ اور کچھ اندیشہ نہیں کرتے ہیں۔ اور آپنے جو خوف کھانے کی بابت کہا یہ بالکل کسی ہتھیار سے نہیں ڈرتے ہیں۔ بلکہ ان ہتھیاروں کو جن سے رستم و سہراب بھی کانپ اٹھتی ہیں۔ یہ سب سے پہلے کام میں لاویں اور کیسی ہی دل توڑ لڑائی ہو یہ آنکھ تک نہ جھپکاویں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ ہاں صاحب اصل یہ ہے کہ ہاترس کی جب بازاری عورتیں تنگ آگئیں اور یہاں تک انکی نوبت پہونچی کہ یکلخت انکا پیشہ بند ہوگیا اور یہاں تک حالت انکی ردی ہوئی کہ کھانے تک کی بھی کمی ہوئی۔ جب بھی بیچاریوں نے صبر اور جبر کا پہلو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ اپنے اصلی پیشہ سے منہ موڑا۔ صرف ناچ گانے کا پیشہ اختیار کیا۔ اسپر بھی یہ لوگ باز نہیں آئے۔ بلکہ ہر کام میں انکے آڑے آئے۔ جہاں کوئی جلسہ ہو یہ موجود۔ جہاں کوئی میلہ ہو ان کی قدر زنانہ روپ ایسا بناویں کہ شیطان خاں بھی دھوکہ کھائیں۔ مجبوراً قہر درویش برجان درویش اپنی دادرسی کی درخواست ایسے قوی حاکم کے اجلاس میں گزری جنکے انصاف اور رعب وداب کا آجکل بہت شہرہ ہے اور جنکا حکم

ایسا زبردست ہے اور رعب کی یہ حالت ہے کہ جسکو ایک نگاہ دیکھا بس ختم جس گھر پر سایہ ڈالا ایکسپل میں صفایا اور اسپر طرہ یہ کہ جو سامنے جائے اپنے ہوش حواس پہلے طاق پر رکھ جائے۔ چون وچرا کی حاجت نہیں۔ واہ رے رعب وداب حضور آپ بیماریوں کی والدہ کے فخر خاندان ہو۔ ضبار فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ غرضکہ وقت پہونچے درخواست کارروائی بغرض جانچ خفیہ طور پر عمل میں آئی اور فوراً تجربہ کار لائق پرہیزگار اپنی ذریات کے اہلکار یعنی حافظ ہیضہ خانصاحب۔ مسٹر بل فلوانزا صاحب۔ میڈم سن پات صاحب۔ مسس چیچک صاحب کو مامور کیا۔ گو یہ لوگ مصلے پر بیٹھے ہوئے تسبیح ۹۹ دانہ کی الٹتے تھے اور ہمیشہ اس پر بیٹھے ہوئے جانچ پڑتال کرتے تھے۔ مگر واہ رے ہاترس قرباں ہاترس یہ تو ہوا لگتے ہی فوراً سے پیشتر مصلے اور آسن چھوڑ ہیبت سے منہ موڑ۔ کوزہ پھوڑ زنار توڑ۔ چھوا گل خیرو بن بیٹھے نہ خیال اپنی وضع پوشاک کا۔ نہ خیال تلک دھاری ہونے کا۔ وہ تو ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ بجائے تار ۲۲۲۲۲ کا صیغہ گردان سنے گے۔ اچھا رستہ اختیار کیا۔ شاہ راہ تعوذ بلند ہمتی کا رستہ پکڑا کچھ اپنی ناموری اور آبرو ریزی کا خیال نہ کیا فوراً اجلاس کامل کو خود بخود حرکت ہوئی اور خود فیصلہ پر کمر باندھی یعنی مسٹر طاعون خانصاحب خود ہی اپنا تشریف کا ٹوکرا اٹھا کر آن کودے انکے خوف سے تمام شہر کی جان پر آبنی ہے انکی ہیبت سے یہ غزال بابرو نوک دم ہو کر۔ بنیں بنیں سر پر پاؤں رکھکر بھاگے۔ اجلاس بڑے روز شور سے خاص شہر میں ہو رہا ہے اجلاس کے چھوٹے اہلکاروں نے وہ ناک میں دم کر رکھا ہے کہ تمام بازار بند ہیں۔ مکانات مقفل ہیں۔ تمام شہر خالی پڑا ہے۔ دارو گیر کا بازار گرم ہے

کل جہاں تھا جمع رندوں کا ہجوم
آج واں بس ہے فقط باز و بوم

غرضکہ حکم درانی ہے اور اسپر یہ تاکید مزید ہے کہ جو جہاں ملے فوراً سے پیشتر نیست و نابود کیا جائے۔ دوسرے حکم کا خیال نہ کیا جائے۔ اس فرقہ نابکار کو ہر طرح پر پامال کیا جائے۔ اور جو اگر اب بھی اچھی ہے۔ تو یہ ذکر ہے وہ بذریعہ مچلکہ مع ضمانت ہر نو سبب رہا کیا جائے۔ تاکہ خلاف اپنے پیشہ کے دیگر طرح پر کوئی جدید پیشہ اختیار نہ کرے۔ اور مدعی اپنی دادرسی کو پہونچے اور ہمارے عہد حکومت میں پھر کوئی شکایت ایسے ناجائز افعال کی نہ گزرے۔

کیوں پیارے بھائی صاحب اب تو آپکے خیال شریف میں آگیا۔ کہ جو کچھ بیچ خلاف تہذیب جدید فطرت کے عمل درآمد کی کا باعث ہوگئی وہ باتیں بخدا۔ راقم نور سلطان سنگھ